اسلامی بینکاری کا بینچ مارک وہی ہے جو سودی نظام کا ہے

جسٹس تقی عثمانی نے ساحل کے موقف کی تصدیق کردی

امت: اس وقت جاری نظام سے کس حد تک مطمئن ہیں؟

تقی عثمانی: مثالی نظام مشارکہ اور مضاربہ معاشی انصاف فراہم کرسکتا ہے وہ وقت ابھی دور ہے کیونکہ مشارکہ اور مضاربہ کا استعمال Aeest سائڈ پر بہت کم ہے اور استعمال کم ہوئے پھر ان کی بنیاد میں اوپر Investment کم ہے لہٰذا اس کی جگہ ثانوی نوعیت کی پروڈکٹ اجارہ، مرابحہ، diminishing، musharika وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ ان میں مشکل یہ ہے کہ bench mark وہی رہتا ہے جو سودی نظام میں ہے اس کے معنی ہیں یہ ہیں کہ آپ کو روپیہ ادھار دینے کے بجائے کتاب بیچ دی کہ چھ مہینے بعد دینا۔ کتاب بیچی لیکن نفع fix کر دیا اور ایک مخصوص مدت بعد وصولنے کا معاہدہ کرلیا۔ اس منافع کمانے کا بینچ مارک وہی ہے جو سودی نظام کا ہے اس لیے اسلامی نظام کے معاشرے پر جو اثرات ہونے چاہیے تھے وہ ابھی تک نہیں ہو رہے۔ ثانوی ذرائع استعمال کرنے کی بڑی وجہ اسلامی بینک نجی ہیں کوئی بھی حکومت Sponsored نہیں۔ قوانین کے پابند، Taxes وغیرہ، لہٰذا بہت محدود دائرے میں کام کرتے ہیں۔ اس لیے مجبوراً مارکیٹ میں رہنے کے لیے bench mark وہی استعمال کر رہے ہیں۔ روایتی بینک والی اس کی وجہ سے مطلوبہ اثرات پوری طرح حاصل نہیں ہو رہے۔ البتہ اس کے مقابلے میں بہتر ہیں کیونکہ روایتی بینکنگ میں پیسے سے پیسے کا تبادلہ ہے۔ Bank Asset میں کوئی اثاثہ بنتا ہے یا نہیں اس کی بحث نہیں لہٰذا اس میں جتنی بھی سرمایہ کاری ہو رہی ہے اس میں سرمایہ دار کے پاس روپے کا بہاؤ جا رہا ہے۔ یہاں پابندی یہ ہے کہ آپ روپیہ نہیں دے سکتے۔ Commodity ہونی چاہیے، لہٰذا جتنا روپیہ جا رہا ہے اس کے بدل میں اثاثہ بن رہا ہے۔ فزیکل موجودگی ہے چونکہ اثاثے بن رہے ہیں لہٰذا Inflation کم کیونکہ وہ روپیہ کے بہاؤ میں اضافہ اور خدمات میں کم ہونے سے بڑھتا ہے Inflation پر روک کرتا ہے۔

امت: بلاسود بینکاری میں تاخیر کیوں ہوئی؟

تقی عثمانی: عوامل کئی ہیں لیکن سب سے پہلا عامل تو تعلیم یافتہ طبقے کا سودی نظام سے متاثر ہونا تھا۔ اکثر لوگ یہی کہتے کہ بھئی تین صدیوں سے سودی نظام چل رہا ہے اس کے بغیر اب کام کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کئی نامور قانون داں اور جج صاحبان تک اس تاثر میں تھے۔ دوسرے حکومت نے زیادہ دلچسپی نہ دکھائی اور دشواریوں کو عذر بنا کر سودی نظام کی برخواستگی کے عمل کو حتی الوسعی ٹالا۔ ایک اور اہم نکتہ سود کے متعلق فیصلے سے سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی عدم دلچسپی رہی۔ کئی حکومتیں اس دوران آئی اور گئیں لیکن اس معاملے میں کسی جماعت نے اپنا Interest ظاہر نہیں کیا۔ نتیجتاً عوام بھی لاتعلق بلکہ تقریباً بے خبر رہے اور معاملہ سات سال تک لٹکا رہا، بالآخر ۱۹۹۹ء دسمبر میں شریعت اپیلٹ بینچ سپریم کورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف حکومتی اپیل مسترد کرتے ہوئے سودی قوانین کے خاتمے اور اسلامی قوانین کا نفاذ کا حکم دیا۔

[انٹرویو روزنامہ امت، ۴ر دسمبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۵، ۷]

Back Page